رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ ... ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸ | مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق یکم محرم الحرام ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضل خدا اچھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے ارد گرد پختہ چار دیواری بنانے کے لئے مجلس معتمدین نے ڈیڑھ ہزار روپیہ تخمینہ خرچ منظور کیا ہے۔ کام انشاء اللہ عنقریب شروع ہوگا۔

شیخ یعقوب علی صاحب مینجر سٹور احمدیہ کی بجائے شیخ فتح محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس کام کر رہے ہیں۔

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔

مسجد نور میں بعد نماز صبح روزانہ شیخ عبدالرحیم صاحب ففتھ ہائی کے طلبا کو دو رکوع قرآن کریم اور حدیث کا درس دیتے ہیں۔

جو احباب آل مسلم پارٹیز کانفرنس امرتسر میں شمولیت کیلئے تشریف لیگئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس امرتسر کی کارروائی

اس کانفرنس کی جو امرتسر میں منعقد ہوئی۔ جس قدر کارروائی اخبارات میں شایع ہوئی ہے۔ درج ذیل کی جاتی ہے۔

احمدی و غیر احمدی کا سوال

کانفرنس کی کارروائی ۱۶ر جولائی کو شروع ہوئی اس سے پہلے دن یعنی ۱۵ر جولائی ایک خفیہ جلسہ ہوا۔ جسمیں کئی دیر تک اس امر پر بحث ہوتی رہی۔ کہ احمدیوں کو کانفرنس میں شامل کیا جائے۔ یا نہ۔ لمبی چوڑی بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ چونکہ احمدیوں کو دعوت دی جا چکی ہے۔ اسلئے اب انکو روکنا مناسب نہیں ۔

دیوبند اور جمعیۃ العلماء کا اعلان

جب یہ فیصلہ ہو گیا۔ تو جمعیۃ العلماء ہند یا جماعت دیوبند نے ایک بہت بڑا اشتہار نکالا۔ جس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے وہ لاہوری ہوں۔ یا قادیانی کافر ہیں۔ اس لئے ان کو مسلمانوں کی کانفرنس میں شریک نہیں کرنا چاہیئے اور اگر احمدی کانفرنس میں شامل ہونگے۔ تو ہم نہیں ہونگے۔ ہاں اگر قادیانی توبہ کریں۔ تو پھر ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن احمدیوں کے لیڈر مولوی محمد یعقوب صاحب بی اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی فتح محمد صاحب سیال ایم اے حافظ روشن علی صاحب سب شامل ہوئے ۔

مسلمان لیڈر

بیرونجات سے مولانا عبدالباری۔ مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا عبدالوہاب۔ سید غلام بھیک۔ نواب اشرف علی خان۔ جمشید علی خان۔ نواب حامد علی خان۔ خان ذوالفقار علیخان مولوی نواب محمد اسمٰعیل صاحب۔ خلیفہ شجاع الدین اور حمایت اسلام کے ممبران شامل ہوئے ۔

پہلے دن کی کارروائی

۱۶ر جولائی۔ آل مسلم پارٹیز کا اجلاس اسلامیہ ہائی سکول کے شیخ غلام حسین ہال میں منعقد ہوا۔ ہال کے باہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک اینڈ یونانی طبیہ کمیٹی امرتسر کی طرف سے دیسی شفاخانہ کھلا ہوا تھا۔ جہاں امرتسر کے حکماء صاحبان دو دو تین تین گھنٹہ معزز مہمانوں کے لئے باری باری موجود رہتے۔ اور حسب ضرورت دوا دیتے تھے۔ رضا کاران کا انتظام عمدہ تھا۔ آل مسلم پارٹیز کا پہلا اجلاس بوقت ۴ بجے شام ہال مذکور میں منعقد ہوا۔ اور ڈاکٹر کچلو صدر استقبالیہ نے خطبہ پڑھا۔

تحریک صدارت

ڈاکٹر صاحب جب خطبہ پڑھکر بیٹھ گئے۔ تو مولانا شوکت علی صاحب نے موثر الفاظ میں نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب ایم ایل۔ اے کے لئے تحریک صدارت کرتے ہوئے صاحب صدر کے اوصاف حسنہ بیان کئے۔ حاجی سر رحیم بخش صاحب سابق پریزیڈنٹ کونسل بہاولپور۔ نواب جمشید خان صاحب ایم۔ ایل۔ سی صوبہ متحدہ مولانا بدر الدین صاحب دہلی۔ مولانا فاخر الہ آبادی۔ مولانا حسین میاں پھلوری اور حاجی جان محمد صاحب پشاوری نے علی الترتیب نہایت تعریفی الفاظ میں تائید کی۔ اور صاحب صدر کے انتخاب پر اظہار تحسین کیا۔ نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب بیرسٹر و ایم۔ ایل۔ اے نے خطبہ صدارت پڑھا۔ اسکے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

ایٹ ہوم

خواجہ غلام السیدین صاحب بیرسٹر کی طرف سے ۷ بجے شام کے وقت کمپنی باغ محمڈن کلب میں معزز مہمانوں کو چائے کی دعوت دی گئی۔ امام جماعت احمدیہ نے آل مسلم پارٹیز کے لئے جو ٹریکٹ لکھا تھا۔ وہ اس دعوت میں تقسیم کیا گیا۔ اس ٹریکٹ کا ماحصل یہ تھا۔ کہ ہماری دو حیثیتیں ہیں۔ ایک مذہبی اور دوسری سیاسی۔ مذہبی حیثیت سے تو ہم کسی دوسرے کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ اور کوئی ہمیں کافر کہہ سکتا ہے لیکن سیاسی طور پر جو فریق بھی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے والا ہے۔ مسلمان ہے۔ اور ایکدوسرے کے سود و ضرر سے تعلق رکھتا ہے۔

مخالفانہ جلسہ

مسجد جامع خیر الدین میں بعد نماز عشا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں عطاء اللہ شاہ بخاری۔ حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی۔ محمد اسمٰعیل غزنوی نے تقریریں کیں۔ ہر سہ نے آل مسلم پارٹیز کے اجلاس میں احمدیوں کے شامل ہونے کی مخالفت کی۔

دوسرے دن کی کارروائی

۱۷ جولائی۔ بوقت ۸ بجے صبح آل انڈیا خلافت کمیٹی کا اجلاس دفتر خلافت میں منعقد ہوا۔ اور بہت سے ضروری معاملات پر غور و خوض ہوتا رہا۔

دیوبندی علماء کی راولپنڈی میں حرکات

جیساکہ دیوبندیوں کا ہمارے خلاف مشہور عام رویہ ہے اسی کے مطابق انہوں نے راولپنڈی میں حرکات کیں۔ میں ہر روز ان کے جلسے میں جاتا رہا۔ اور اس حسرت کے ساتھ لوٹتا رہا۔ کہ کاش یہ لوگ۔ علماء دین اور کانبیاء بنی اسرائیل کہلا کر کوئی بات تو شرافت۔ تہذیب اور سنجیدگی سے کریں۔ بانی سلسلہ عالیہ حقہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی شان میں نہایت شرمناک۔ دل آزار۔ دور از صدق و شرافت اور تہذیب سے گرے ہوئے کلمات استعمال کرتے رہے۔ ان کے غلط الزامات کے متعلق اسی وقت چیلنج کا اشتہار ان تک پہنچایا گیا۔ مگر صدائے برنخاست والا معاملہ تھا۔

ان مولویوں نے پبلک کو ہمارے برخلاف سخت اشتعال دلایا۔ دفعدار محمد عبد اللہ صاحب جب ان اشتہارات کو جو ملک عزیز احمد صاحب جنرل سکرٹری نے چھپوائے۔ بانٹنے کے لئے گئے۔ تو چند غیر احمدی ان پر حملہ آور ہوئے۔ اور اشتہارات چھین لئے۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا۔ کہ جب میں یہ کہنے کے لئے کھڑا ہوا۔ کہ کل ان اعتراضات کے جواب دئے جائینگے تو صدر جلسہ نے کہا۔ کیا تم کو اپنی جان درکار نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خلقت مشتعل ہو رہی ہے۔ اور اگر کوئی امر واقع ہو گیا۔ تو ہم ذمہ دار نہیں ہونگے۔ گویا وہ اس رنگ میں اشتعال دلا رہا تھا۔ پبلک چاہتی تھی کہ مناظرہ ہو مگر علماء مقابل پر نہ آئے۔

چودھویں صدی کے علمائے دیوبند کی قابل نوٹ باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کو بلانے کے لئے ان کی طرف سے ہر دفعہ یہ ڈھنڈورا پٹوایا جاتا رہا کہ آج احمدیوں سے مناظرہ ہوگا۔ مگر ہمنے تحریراً جواب طلب کیا تو کہدیا کسی لفنگے نے ایسا کہا ہوگا۔

ان کا جلسہ ۲۲ و ۲۳ جون ۱۹۲۵ء دو دن رہا۔ اسکے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی فاضل اجل نے تمام اعتراضات کا ایک ایک کرکے مورخہ ۲۴ و ۲۵ کو جواب دیا اور ۲۵ و ۲۶ جون ۱۹۲۵ء فضائل رسول کریم ؐ پر نہایت پُر بلیغ اور دلکش تقریریں فرمائیں۔ جن کو سنکر سامعین بہت محظوظ ہو

خدا کے فضل سے نہ کہ ہماری کسی قابلیت سے احمدیت کا بول بالا رہا۔ اور اس کا رعب لوگوں کے دلوں پر اور مضبوط ہو گیا۔

خاکسار سید فتح علی شاہ احمدی سکرٹری دعوت و تبلیغ راولپنڈی

عیسائیت کی قطع و برید

ریویو انگریزی میں ایک نوٹ چھپا ہے۔ جو یہ ہے کہ:۔ ریورنڈ ڈاکٹر ایچ۔ ڈی۔ اے میجر۔ پرنسپل رپن ہال اکسفورڈ نے کیمبرج یونیورسٹی میں وعظ کرتے ہوئے بیان کیا کہ "اس صدی کے گذشتہ تین چوتھائی حصہ میں کلیسائی علم الٰہی کو حسب حال وحسب موقعہ درست کرنے کے لئے نہایت سرگرم کوشش کی گئی ہے۔ وہ خوفناک اور بھیانک اصول۔ مثلاً دکھ درد۔ سرشت انسانی کی تباہی اور بربادی اور گناہوں کو دھو ڈالنے والے کفارے کا پاکیزہ مطالبہ سب کے سب نظروں سے گر گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ترک بھی کر دئے گئے ہیں۔ اور ایسا ہی مرنے کے بعد زندہ ہو جانا اور کتاب مقدس کی معصومیت اور اس کا منزہ عن التحریف ہونا وغیرہ وغیرہ تمام دوسرے اصول بھی بہت حد تک کمزور ہو گئے ہیں۔"

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد پادری صاحب موصوف ایک عیسائی کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ: "یسوع کا حواری بننے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اسے "لارڈ" اور "ماسٹر" کے نام سے پکار لیا جائے۔ اور روزانہ زندگی میں اسکی متابعت میں کوشش کر لی جائے۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ یورپ میں عیسائیت کس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ اور اسکے بنیادی عقائد اور اصول کس طرح کھوکھلے ہو کر گر رہے ہیں۔

نور ہاسپٹل کی ضروریات

گذشتہ چند سالوں میں نور ہاسپٹل کو بعض احباب نے کئی ایک چیزوں سے مدد دی تھی۔ جو اب تک کام آ رہی تھیں۔ مگر اس سال بہت سی چیزیں خرچ ہو چکی ہیں۔ احباب مندرجہ ذیل چیزوں میں سے جو بھی عنایت فرما دیں۔ موجب تشکر ہوگی۔ اور اللہ تعالےٰ انکو اجر عطا فرمائیگا۔

(۱) چادر لٹھہ ۱۲ عدد (۲) کمبل ۱۸ عدد
(۳) تکیے ۱۶ عدد (۴) کپڑا گاز۔ پتلی ململ ۲۰۰ گز۔
(۵) پٹیوں کے لئے کھدر کا کپڑا ۔ ۱۰۰ گز۔

نیز اُمید کہ ڈاکٹر صاحبان اور اطباء ہاسپٹل کے چندہ میں سعی فرما کر ثواب حاصل کرینگے۔

خاکسار

حشمت اللہ۔ انچارج نور ہاسپٹل۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۲۳ جولائی ۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

قرآن شریف اور قتل مرتد

مولوی ظفر علیخان صاحب کے قلم سے خدا تعالیٰ کی کلام کی توہین

(نمبر ۱۳)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

آیت لا اکراہ فی الدین پر مولوی ظفر علی خان صاحب نے بہت گھبراہٹ اور اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ اور جب ان سے کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ تو بہت کھسیانے ہو کر نہایت ہی قابل شرم حرکات کا ارتکاب کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب غصہ و غضب کی وجہ سے بدحواس ہو گئے ہیں اور انکو یہ سمجھ نہیں آیا۔ کہ ان کے منہ سے کیا کلمات نکل رہے ہیں۔ انہوں نے اس آیہ کریمہ کے متعلق ایسے ایسے الفاظ منہ سے نکالے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خدا کے کلام کی ذرا بھی عزت اور احترام نہیں ہے۔ ان کے الفاظ کو پڑھ کر ایک مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مولوی کا کلام ان کے نزدیک خدا کے کلام سے بدرجہا زیادہ عزت رکھتا ہے۔ اور مولوی صاحبان کے فتاویٰ کی حمایت میں وہ خدائے ذوالجلال کے پاک کلام کی توہین اور ہتک کرنے کو بھی بالکل تیار ہیں۔ ہاں میں نے غلطی کی۔ دراصل انکو مولوی صاحبان کی حمایت سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ ان کا مدعا امیر صاحب کابل کی حمایت ہے اور مولوی صاحبان کی حمایت بھی صرف اسی غرض سے ہے۔ کہ اس سے امیر صاحب کابل کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ کس کی حمایت کرتے ہیں۔ امیر صاحب کی یا علماء کی۔ بہرحال یہ امر ان کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے عزوجل کے مقدس کلام کی پرکشہ جتنی بھی ان کے دل میں عزت نہیں۔

ہر ایک بری عادت ایک بلا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان ایسا اندھا ہو جاتا ہے۔ کہ موقعہ اور محل کو بھی نہیں دیکھتا۔ اگر دوسروں کی توہین اس کی عادت ہے۔ اور باجیانہ طرز کلام اس کا شیوہ ہے۔ تو اسکی یہ عادت ہر ایک موقعہ اور محل پر اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ عادت کی وجہ سے انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اور بیگانے۔ عزیز اور ذلیل کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا۔ اسی عادت نے مولوی ظفر علی خان صاحب کو اس موقعہ پر اندھا کر دیا ہے۔ اور جو طریق توہین اور تضحیک کا وہ دوسروں کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں۔ وہی طریق انہوں نے قرآن شریف کی آیہ کریمہ لا اکراہ فی الدین کے متعلق استعمال کیا ہے اور اپنے تئیں اس قول کا مصداق بنایا ہے۔

بازی بازی بار یش بابا ہم بازی

میں ان کے مضمون میں سے چند فقرے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ناظرین دیکھ لینگے۔ کہ کس طرح انہوں نے اس آیہ کریمہ کی تحقیر اور توہین کی ہے۔ ایک سچے ایماندار کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی کلام کی نسبت اس قسم کے حقارت آمیز کلمات استعمال کرے۔ مولوی ظفر علی خان صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) "آج ہر شخص بات بات پر لا اکراہ فی الدین کی رٹ لگا رہا ہے۔ یہ چار لفظی جملہ اپنی زبان سے نکالکر سمجھ لیتا ہے کہ وہ اپنے عہد کا ابو حنیفہ اور اپنے وقت کا بخاری ہے۔ اور اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ اس مختصر سے کلیہ کو لیکر علمائے دین قیم کے گزشتہ سیزدہ صد سالہ علمی کارناموں پر خط نسخ کھینچ دے۔ گویا اسلام کا یہ ایک ایسا آسمانی مرکز دریافت ہوا ہے جس کے گرد اس کا سارا نظام شمسی چکر لگا رہا ہے۔ دواوین فقہ و حدیث کی تو حیثیت ہی کیا ہے کہ اس کلمہ کے روبرو درخور توثیق و اعتماد قرار پا سکیں۔ خود صدہا قرآنی احکام و اوامر بھی اسکے ساتھ بلا تامل ٹھکرائے جا سکتے ہیں افسوس صد ہزار حسرت و افسوس کہ ہماری بدبختی ایسی تسفل کی کیسی عمیق گہرائیوں میں گرا چکی ہے۔"

(۲) "ہر شخص آپکے سامنے ہر بات کے لئے لا اکراہ فی الدین کا "زرین اصول" پیش کر سکتا ہے"۔

(۳) بات بات پر لا اکراہ فی الدین کی رٹ لگانیوالے"۔

مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے اس امر کے ثبوت میں کہ مرتد کا قتل صرف ارتداد کی وجہ سے جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسمیں جبر پایا جاتا ہے۔ اور اسلام میں جبر جائز نہیں۔ لا اکراہ فی الدین کی آیہ کریمہ پیش کی تھی۔

جب مولوی ظفر علی خان صاحب سے اس کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا۔ تو آپ طیش میں آ گئے۔ اور اس آیہ کریمہ کے پیش کرنے والوں پر غصہ کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ تا اس طرح لوگوں سے یہ بات مخفی ہو جائے۔ کہ مولوی صاحب جواب دینے سے عاجز ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کو اختیار تھا کہ اس آیہ کریمہ کے پیش کرنے والوں کو جتنا چاہتے۔ کوس لیتے۔ اور ان پر اپنا غصہ نکال لیتے۔ مگر ان کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ کہ اس آیہ کریمہ کے متعلق حقارت آمیز الفاظ استعمال کرتے۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ آپ نہایت غصہ میں آکر لکھتے ہیں۔ اور ایک بار نہیں۔ بلکہ تکرار کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کہ آج ہر شخص بات بات پر لا اکراہ فی الدین کی رٹ لگا رہا ہے۔ مگر آپ کو غصہ کے جوش میں یہ سمجھ نہیں آیا۔ کہ آپ ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں جو آیت کے احترام کے خلاف ہیں۔ وہ آیت کے پیش کرنیوالوں پر حملہ کرتے ہیں۔ مگر اپنے حملہ میں آیت کو بھی لپیٹ لیتے ہیں۔ اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جنمیں آیت کا استخفاف پایا جاتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ آیت کے پیش کرنے والوں پر بھی مولوی صاحب کا حملہ بالکل بے جا ہے۔ آپ فرماتے ہیں بات بات پر لا اکراہ فی الدین کی رٹ لگا رہے ہیں۔ یہاں "بات بات" کا کوئی سوال نہیں۔ عدم قتل مرتد کی تائید میں یہ آیہ کریمہ پیش کی گئی ہے۔ اور اس محل پر اس کا پیش کرنا بالکل بجا تھا۔ اگر اس موقعہ پر اس آیت کا پیش کرنا غیر محل تھا تو مولوی صاحب اس کا ثبوت دیتے۔ نہ یہ کہ اسکے پیش کرنے والوں کو ڈانٹ بتاتے کہ تم بات بات پر لا اکراہ فی الدین کی رٹ لگا رہے ہو۔ ایسے تو صرف مولوی صاحب کا لاجواب ہونا ظاہر ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔ چو تنگ آید بجنگ آید۔

پھر میں کہتا ہوں۔ خواہ ہزار موقعہ پر اس آیہ کو پیش کیا جائے اگر وہ ایسا موقعہ ہے۔ جہاں جبر و اکراہ کا سوال ہے تو ہزار نہیں لاکھ موقعہ پر یہ آیت پیش ہو سکتی ہے۔ اور مولوی صاحب یہ کہکر اپنا پیچھا نہیں چھوڑا سکتے۔ کہ بار بار اس آیت کو کیوں پیش کیا جاتا ہے۔

بار بار کسی آیت کو پیش کرنا اگر اسے اپنے محل اور موقعہ پر پیش کیا جائے۔ تو کوئی جرم نہیں۔ پس "بات بات" کا اعتراض ایک فضول اعتراض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر مولوی ظفر علی خان صاحب اس آیہ کریمہ کا علماء کے گذشتہ سیزدہ صد سالہ علمی کارناموں کے ساتھ موازنہ فرماتے ہیں۔ اور نہایت حقارت آمیز پیرایہ میں اسکو "چہار لفظی جملہ" اور "مختصر سا کلیہ" کہکر فرماتے ہیں۔ کہ بھلا اس "چہار لفظی جملہ" اور مختصر سے "کلیہ" سے علماء دین قیم کے گذشتہ سیزدہ صد سالہ علمی کارناموں پر کس طرح خط نسخ کھینچا جا سکتا ہے۔

اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ علماء دین قیم کے گذشتہ سیزدہ صد سالہ علمی کارنامے تمام کے تمام اس "چہار لفظی جملہ" اور اس "مختصر سے کلیہ" کے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر یہ بات درست بھی ہوتی۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہوتا۔ کہ علماء اسلام کے گذشتہ علمی کارنامے اس آیہ کریمہ کے مخالف واقع ہوتے تو ہم یقیناً اس "مختصر سے کلیہ" اور اس "چہار لفظی جملہ" کے مقابل میں ان تمام علمی کارناموں کو رد کر دیتے کیونکہ یہ "چہار لفظی جملہ" خدا کا کلام ہے۔ اور یہ "یہ مختصر سا کلیہ" آسمان سے نازل ہوا ہے۔ پس خدا کے کلام اور آسمان سے نازل شدہ کلیہ کے مقابل میں انسانوں کے کارنامے کیا حیثیت رکھتے ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اگر مولوی صاحب کی رائے میں علماء دین قیم کے گذشتہ سیزدہ صد سالہ "علمی کارنامے" اس "چہار لفظی جملہ" اور اس "مختصر سے کلیہ" کے مخالف نہیں تھے۔ تو مولوی صاحب کا فرض تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے۔ کہ یہ "علمی کارنامے" اس جملہ کے عین مطابق و موافق ہیں۔ اور یہ کہ مرتد کو محض ارتداد کے لئے قتل کرنا لا اکراہ فی الدین نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ یہ عین مذہبی آزادی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے مولوی صاحب کبھی تو یہ فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت کا تو مفہوم ہی محل نظر ہے۔ فلاں بزرگ نے اس کے یہ معنی کئے ہیں۔ اور کبھی آیت کے پیش کرنیوالوں کو ڈانٹتے ہیں۔ کہ تم اس "چہار لفظی جملہ" اور اس مختصر سے کلیہ کے ساتھ علماء کے علمی کارناموں پر خط نسخ نہیں کھینچ سکتے۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک مسلمان کہلانیوالے انسان کے قلم سے ایسے الفاظ کسطرح نکل سکتے ہیں۔ مولوی ظفر علی خان صاحب امیر کابل اور دربار کابل کی حمایت میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں۔ کہ وہ خدا کے کلام کی بھی ہتک کرنے سے نہیں چوکے۔ آپ اس "چہار لفظی جملہ" اور "مختصر سے کلیہ" کے متعلق نہایت حقارت آمیز لہجہ میں لکھتے ہیں "گویا اسلام کا یہ ایک ایسا آسمانی مرکز دریافت ہوا ہے جس کے گرد اسکا سارا النظام شمسی چکر لگا رہا ہے"۔ مولوی صاحب! آپ اس "چہار لفظی جملہ" کی کیوں حقارت کرتے ہیں۔ یہ خدائے ذی الجلال کا کلام ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اپنے دائرہ میں یہ "مختصر سا کلیہ" فی الواقع ایک آسمانی مرکز ہے۔ جو اس دائرہ کا نظام شمسی فی الحقیقت اس کے گرد چکر لگاتا ہے۔ یہ خدا کا قائم کردہ اصل ہے۔ اور تمام متعلقہ امور کے لئے ایک آسمانی مرکز ہے۔ مولوی صاحب! آپ اپنے گھمنڈ میں اتنے اونچے کیوں ہو گئے۔ کہ اباؤ استکبار میں آکر خدائے پاک کے قطعی کلام کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے۔ کیا آپ اس آیہ کریمہ کو اسلئے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہ یہ صرف ایک "چہار لفظی جملہ" ہے۔ کیا کسی آیت کی عظمت اور اس کی قدر و منزلت اسکے الفاظ کی تعداد سے ناپی جاتی ہے؟ مولوی صاحب میں آپکو بتلاتا ہوں۔ کہ چہار لفظی جملے بھی آسمانی مرکز بن سکتے ہیں۔ اور تمام نظام شمسی انکے گرد چکر لگاتا ہے۔ ذرا آپ شمار تو کریں لا الہ الا اللہ کتنے لفظوں کا جملہ ہے۔ کیا یہ بھی "چہار لفظی" نہیں پھر کیا یہ بھی ایک ایسا آسمانی مرکز نہیں ہے۔ جسکے گرد توحید الٰہی کا نظام شمسی ہر وقت چکر لگا رہا ہے۔ آپ لا اکراہ فی الدین کو مختصر سا کلیہ کہکر اسکی حقارت کرتے ہیں۔ کیا یہ لا الہ الا اللہ کے کلیہ سے بھی زیادہ مختصر ہے؟

پھر مولوی صاحب اسی حقارت کے لہجہ کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "دواوین فقہ و حدیث کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔ کہ اس کلمہ کے روبرو درخور وثوق و اعتماد قرار پا سکیں"۔ مولوی صاحب سچی حدیث تو اس کلمہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر کوئی حدیث درحقیقت اس کلمہ کے مخالف ہوگی۔ تو ہم راویوں کی روایت کو جو انسانی دستبرد سے بکلی محفوظ نہیں ہو سکتی۔ خدا کے یقینی کلام پر جو نہایت ہی محفوظ طریق سے ہم تک پہنچا ہے۔ کبھی بھی ترجیح نہیں دے سکتے۔ پس مولوی صاحب اگر انسانی ہاتھوں کے تیار کئے ہوئے دواوین اس چہار لفظی جملہ کے مخالف ہوں۔ تو وہ کبھی بھی اس کلمہ کے مقابل درخور وثوق و اعتماد قرار نہیں پا سکتے۔ مولوی صاحب آپکے دل میں علماء کے علمی کارنامے اس قدر عظمت کیوں رکھتے ہیں کہ آپ ان کے مقابل میں خدا کے کلام کی بھی کچھ حیثیت نہیں سمجھتے۔ کیا آپ قرآن شریف میں اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا کی آیت نہیں پڑھتے۔ پھر آپ کیوں یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلکر وہی طریق اختیار کرتے ہیں۔ جو ان کے پہلوں کے لئے ہلاکت کا موجب ہوا۔ اور جس کی وجہ سے ان پر خدا کا غضب نازل ہوا؟

پھر مولوی صاحب موصوف اپنے اسی پر طنز لہجہ میں فرماتے ہیں "نصوص صریحہ قرآنی احکام و اوامر بھی اس کے ساتھ بلا تامل ٹھکرائے جا سکتے ہیں"۔ یہ مولوی صاحب کا افتراء ہے۔ قرآن شریف کی ایک آیت بھی اس آیہ کریمہ کے خلاف نہیں ہے۔ اور نہ ہم اسکی طرف کوئی ایسا مفہوم منسوب کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کے بھی خلاف ہو۔ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (النساء ع ۱۱) پس ایک آیت کے صحیح مفہوم کا یہ بھی ایک معیار ہے۔ کہ وہ قرآن شریف کے دوسرے مقامات کے مخالف نہ ہو۔ پس ہمارا مفہوم نہ صرف وہ ہے۔ جو اس آیہ کریمہ سے کھلے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ یہ مفہوم قرآن شریف کی تمام تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اگر میرا یہ دعویٰ غلط ہے۔ تو مولوی صاحب قرآن شریف کی ایک آیت بھی ایسی پیش کریں۔ جو اس مفہوم کے مخالف ہو۔

اسی طرح مولوی صاحب اس آیہ کریمہ کے متعلق حسب ذیل الفاظ حوالہ قلم فرماتے ہیں۔

"ہر شخص آپ کے سامنے ہر بات کے لئے لا اکراہ فی الدین کا زرین اصول پیش کر سکتا ہے"۔ مولوی صاحب یہاں "زرین اصول" کا لفظ طنزاً نقل فرماتے ہیں۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے یہ نہیں دیکھا۔ اس طنز کی زد کہاں پڑتی ہے۔ اگر کسی لکھنے والے نے "زرین اصول" کے لفظ استعمال کئے تھے۔ تو لا اکراہ فی الدین کی آیت کے متعلق استعمال کئے تھے۔ اور مولوی صاحب کا ان لفظوں کو طنزاً نقل کرنا لکھنے والے پر طعنہ نہیں۔ بلکہ خود اس آیہ کریمہ پر طعنہ ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس آیت میں کوئی زرین اصل بیان نہیں کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں۔ قرآن شریف کے احترام کا احساس مولوی صاحب کے دل سے کیوں اٹھ چکا ہے۔ اگر کبھی دربار کابل کے عالم کے اقوال کا خلاف کیا جائے۔ تو مولوی صاحب سخت طیش میں آجاتے ہیں۔ اور غصہ کے مارے اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں۔ مگر انکا قلم خدا کے کلام کی نسبت سخت توہین اور تحقیر کے الفاظ لکھ جاتا ہے۔ اور ان کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ اور یہ توہین کیوں کی جاتی ہے۔ صرف اس لئے کہ ایک آیہ کریمہ کو علماء دربار کابل کے فتوے کے مقابل میں کیوں پیش کیا گیا ہے۔ سچ ہے حبک الشیء یعمی و یصم۔

ہاں ایک بات مولوی صاحب نے سچ لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "افسوس۔ صد ہزار حسرت و افسوس کہ ہماری بدبختی ہمیں مسئلے کی تفسیری تحقیق کی گہرائیوں میں لے گئی ہے"۔

جس قوم کا یہ حال ہو۔ کہ خدا کے کلام کی عظمت بالکل ان کے دلوں سے مفقود ہو جاوے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی تحقیر و توہین سے بھی پرہیز نہ کریں۔ ایسی قوم پر بے شک مولوی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ بالکل صادق آتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کبھی کسی یہودی نے تورات کی اس طرح ہتک کی ہو۔ جس طرح مولوی ظفر علی خان صاحب نے قرآن مجید کی ہتک کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہر ایک اخلاقی مجرم چشم پوشی کے قابل نہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(فرمودہ ۹ رجولائی ۱۹۲۵ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ آج میری طبیعت اچھی نہیں۔ بخار کی شکایت ہے۔ اس لئے اس وقت میں کوئی لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ مختصراً ایک اعتراض کا جو میرے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جواب دیتا ہوں۔

ایک اعتراض کا جواب

ایک شخص نے مجھے خط لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی تو فرمایا ہے۔ کہ اگر میرا کوئی مرید شراب کے نشے سے مخمور کسی گلی کی نالی میں پڑا ہو۔ تو میں بڑی شفقت سے اس کا منہ صاف کروں۔ اور کندھے پر اٹھا کر اپنے گھر لے آؤں۔ اس سے معترض کی مراد یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مغز یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرعی اور اخلاقی مجرموں کو کوئی سزا نہ دینی چاہیئے۔ ہمارا کام زیادہ سے زیادہ یہی ہے۔ کہ اس کو وعظ اور نصیحت کریں۔ مگر آپ سزا دینا چاہتے ہیں۔ یہ سوال اگر حقیقت کے سب پہلوؤں کو مدنظر نہ رکھا جاوے تو ایک حد تک درست ہو سکتا ہے لیکن اگر مغز شریعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے اصلی منشاء کو مدنظر رکھا جائے۔ تو آپکی اس تعلیم پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے اندر خاص معنی رکھتی ہے۔ جب آپنے یہ فرمایا کہ اگر میرا کوئی دوست شراب سے مدہوش پڑا ہو۔ تو میں اسے اپنے گھر اٹھا لاؤں گا۔ تو اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کہ اگر آپکا کوئی مرید شراب پیتا ہے۔ تو آپ اس کے لئے کوئی سزا جائز نہیں سمجھتے۔

اخلاقی مجرموں کیلئے شرعی حدیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شراب پینے والے کے لئے حد مقرر فرمائی ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے ایسے معنی کرنا غلطی ہے۔ ورنہ یہ ماننا پڑیگا۔ کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شرابی کیلئے حد مقرر کرنے میں غلطی کی ہے۔ اور اگر یقیناً آپ کی مراد یہی ہے۔ کہ کسی اخلاقی مجرم کو سزا نہ دینی چاہیئے۔ تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ چور کے ہاتھ کاٹنے کی جو تعلیم قرآن میں دی گئی ہے۔ وہ غلط ہے۔ اسی طرح اگر معترض کے نزدیک یقیناً آپکی مراد وہی ہے۔ جو اس نے لی ہے۔ تو پھر قرآن کریم کی اس تعلیم کو بھی غلط قرار دینا پڑیگا۔ کہ اخلاقی مجرموں کو سزا دینے کے وقت تم میں رأفت نہیں آنی چاہیئے۔ اور اگر آپ کی تعلیم کا وہی منشاء ہے۔ جو معترض نے پیش کیا ہے۔ تو پھر جس طرح آپنے یہ بات تحریر فرمائی ہے۔ اسی طرح آپ کی یہ بات بھی ڈائری میں موجود ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت بداخلاقیوں کی سزا

میرا ارادہ ہے۔ کہ اخلاق کے متعلق ایک کتاب لکھوں۔ اور پھر جو میری جماعت میں سے اس کی خلاف ورزی کرے۔ اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دوں۔ پس آپکی اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیا یہ بات صحیح نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض آدمیوں کو انکی بداخلاقیوں کی وجہ سے قادیان سے نکال دیا گیا۔ چنانچہ ایک کو اس واسطے حضرت مسیح موعودؑ نے نکال دیا تھا۔ کہ وہ بہت حقہ پیا کرتا تھا۔ اور ایک کو اس لئے کہ وہ بالکل نکما بیٹھا بیہودہ باتیں کیا کرتا تھا۔ جہاں معترض نے حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کو دیکھا ہے۔ وہاں اس کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ شریعت کے دوسرے احکام اور آپکی دوسری تعلیم اس پر کیا روشنی ڈالتی ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیم ہے۔ جو معترض نے پیش کی ہے۔ اور وہ بھی صحیح ہے۔ جو دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے

اعمال کی قسمیں

اصل میں انسان کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ ایک عمل تو وہ ہیں۔ جو ظاہر نہیں ہوتے۔ اور عام طور پر لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوتے ہیں۔ اور جن کا دوسروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ ایسے امور ہوتے ہیں۔ جن کا حکومت کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے معاملہ میں ایک مسلمان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بھائی کے عیب کو چھپائے۔ اور پردہ پوشی اور چشم پوشی سے کام لے۔ اگر ایسی حالت میں کوئی اپنے بھائی کے متعلق چشم پوشی سے کام نہیں لیتا۔ تو وہ مجرم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کے عیب پر پردہ پوشی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اسکے عیوب پر چشم پوشی فرمائے گا۔ لیکن اگر کوئی ان تشیع الفاحشۃ کے ماتحت کسی ایسی بداخلاقی کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس سے دوسروں کے اخلاق پر بد اثر پڑتا ہے۔ اور بدی کی قباحت دور اور نفرت لوگوں کے دل سے مٹتی ہے جو ایسے امور ہیں۔ کہ انتظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو ایسے شخص کے متعلق سرزنش نہ کرنا اور [illegible] اختیار کرنا جرم ہوگا۔

کس وقت چشم پوشی کرنی چاہیئے اور کس وقت نہیں

مثلاً کسی نے جھوٹ بولا۔ جس سے دوسرے لوگ عام طور پر واقف نہیں۔ اور وہ بھی اپنے جھوٹ کو چھپاتا ہے۔ اور علی الاعلان اس بداخلاقی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ تو ایسی حالت میں ایک مسلمان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اسکی پردہ پوشی کرے۔ علیحدگی میں اسے نصیحت کرے۔ اور اسکے حق میں دعا کرے۔ کہ خدا تعالےٰ اسکو اس عیب سے پاک ہونے کی توفیق دے۔ لیکن جو شخص جھوٹ بولتا اور علی الاعلان بولتا ہے۔ ایسا شخص دوسروں کے اندر اس بداخلاقی کے متعلق یہ احساس پیدا کرتا ہے۔ کہ جھوٹ کوئی بری بات نہیں۔ اگر جھوٹ بول لیا جائے۔ تو کوئی حرج نہیں واقع ہوتا۔ خصوصاً بچوں کے اخلاق کو ایسا شخص زیادہ بگاڑتا ہے۔ مثلاً جھوٹ بولتا ہے۔ اور پھر ہنس پڑتا ہے۔ اور اس طرح بچوں کے دل سے اس فعل کی نفرت دور کر کے جھوٹ کی رغبت دلاتا ہے۔ ایسے شخص کو جو شخص سرزنش نہیں کرتا۔ وہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ بلکہ ہزاروں بچوں کو اس جرم کے ارتکاب کے لئے تیار کرتا ہے۔ مثلاً ایک جج کے سامنے کسی گواہ نے جھوٹ بولا ہو۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی اور اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ پردہ پوشی کرنی چاہیئے۔ اسلئے جج کو اسکے خلاف کچھ نہیں کرنا چاہیئے۔ تو یہ درست نہیں ہوگا۔ اگر جج اسکے اس عیب سے چشم پوشی کرتا ہے۔ تو وہ جج خود مجرم ٹھہریگا۔ کیونکہ اسکا فرض ہے۔ کہ وہ اسوقت مجرم کے جرم کو ظاہر کرے۔ اور جس نے جھوٹ بولا ہے۔ اس کو جھوٹا کہے۔ اور اسکے جھوٹ کو ظاہر کرے۔ اسلامی حکومت میں اسی غرض کے لئے محتسب مقرر ہوتے تھے۔ جن کا کام یہ ہوتا تھا۔ کہ وہ ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار رکھا کرتے تھے۔ جو دغاباز فریبی اور جھوٹے یا دوسرے جرموں کے عادی ہوتے تھے۔ اسلامی حکومت میں جو محتسب ہوتے تھے۔ ان کی کتابوں میں ہر ایک شخص کی نسبت مفصل لکھا ہوتا تھا۔ کہ اس شخص کا بیان سچا ہوتا ہے۔ اور اس کا جھوٹا۔ اور کہ فلاں دغاباز فریبی اور مکار ہے۔ عدالت میں جب کوئی گواہ پیش ہوتا۔ تو جج سب سے پہلے محتسب کو بلاتا۔ اور اس شخص کے متعلق اس سے دریافت کرتا تھا۔ اگر اسکے کاغذ میں اسکے متعلق یہ نوٹ ہوتا تھا۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ اور اس کا بیان سچا نہیں ہوتا۔ تو اس سے گواہی نہ لی جاتی تھی۔ آجکل عدالتوں میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ ایک شخص کا مقدمہ ہوتا ہے اس کو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنے کسی دوست کو کہتا ہے۔ کہ میرا مقدمہ ہے۔ تم گواہی میرے حق میں [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دے دیتا ہے۔ مگر حکومت اسلامیہ میں ایسے لوگوں کی فہرستیں موجود رہا کرتی تھیں۔ اس لئے عدالتوں میں جھوٹے گواہ پیش نہیں ہو سکتے تھے۔ جب بھی گواہ پیش ہوتا پہلے محتسب کی اس کے متعلق شہادت طلب کی جاتی۔ اگر وہ کہتا۔ کہ یہ ثقہ گواہ ہے۔ اور اس پر کوئی الزام اور اتہام نہیں ہے۔ تو اسکی شہادت قبول کی جاتی۔ ورنہ رد کر دی جاتی۔

محتسب کی ضرورت اور اس کا کام

اسلامی حکام نے محتسب کے تقرر کو قرآن کریم کے اس حکم سے استنباط کیا ہے۔ کہ گواہ عادل ہونے چاہئیں۔ وہ کہتے ہیں۔ اگر لوگوں کے حالات سے واقفیت نہ رکھی جائے۔ تو کسی گواہ کی نسبت کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ واقعہ میں عادل اور ثقہ ہے۔ اس لئے محتسبوں کے پاس ایسے لوگوں کی لسٹیں موجود رہا کرتی تھیں۔ جو جھوٹ کے عادی ہوتے۔ یا بازاروں میں نکمے بیٹھے یونہی ہنسی مخول اور تمسخر کیا کرتے۔ اور جب عدالتوں میں کوئی گواہ پیش ہوتا اسوقت وہ اپنی کتاب سے اس شخص کے متعلق نوٹ پیش کر دیتے۔ اس سے اسلامی حکموں کی خوبی اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ عباسی حکومت میں ہر جرنیل کے ساتھ ایسا شخص مقرر کیا جاتا تھا۔ جو اس کے حالات لکھتا اور اطلاع دیتا رہے۔ کہ وہ جرنیل کیا کچھ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوعبیدہ اور خالد بن ولید جیسے انسانوں کے ساتھ بھی خفیہ رپورٹ بھیجے جاتے تھے۔ کہ وہ کس طرح کام کر رہے ہیں۔ تو چشم پوشی کی اس تعلیم کے یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ کوئی خراب کام بھی کر رہا ہو۔ تو پورا چشم پوشی سے کام لیں۔ اور خاموش رہیں۔ کیونکہ مختلف موقعوں کے مناسب حال مختلف حکم ہوتے ہیں۔

پردہ پوشی کی تعلیم

پس ایسے افراد کہ جن کے خلاف اخلاق اعمال کا دوسروں پر اثر نہیں پڑتا۔ اور وہ اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان کے ایسے اعمال سے واقفیت نہیں رکھتے۔ ان کے متعلق اسلام کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہی تعلیم ہے۔ کہ ان کی پردہ پوشی کی جائے۔ لیکن جس طرح آپ نے یہ تعلیم دی۔ اسی طرح آپ کی ڈائری میں ان اشخاص کے متعلق جو علی الاعلان بداخلاقی کے مرتکب ہوں۔ ان کے بُرے افعال لوگوں پر ظاہر ہو چکے ہوں۔ اور دوسروں پر اثر کرنے والے ہوں یہ بھی موجود ہے۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ میں اخلاق پر ایک کتاب لکھوں۔ اور پھر جو خلاف ورزی کرے۔ ان کو جماعت سے خارج کر دوں۔ اور پھر آپکا عمل بھی موجود ہے۔ کہ آپ نے اس قسم کے لوگوں کو قادیان کا [illegible]

ہاں ایک ایسا شخص جو کسی بداخلاقی کا ارتکاب کر بیٹھا ہے اور پھر اسکو چھپاتا ہے۔ اور لوگ بھی اس کے ایسے افعال سے واقف نہیں۔ اس کی لغزش کا اگر کسی کو پتہ لگ جاتا ہے۔ تو اس کا ایک بھائی کی حیثیت سے فرض ہے۔ کہ چشم پوشی کرے۔ اور علیحدگی میں اس کو نصیحت کرے۔ اور اس کے لئے دعا کرے۔ مثلاً کسی کو کسی بھائی کا کوئی جھوٹ معلوم ہو گیا۔ جس کا دوسروں کو علم نہیں۔ اگر وہ اس کی اشاعت کرے۔ تو اس کو مجرم قرار دیں گے۔

ہر سخنے وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

پس ہر ایک تعلیم اپنے اپنے موقعہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ورنہ جو طریق معترض نے اختیار کیا ہے۔ اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ تو دس سال کے اندر اندر اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق والی قوم بدترین جماعت ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس تعلیم کو اپنے اپنے موقعہ پر چسپاں نہ کیا جائے۔ تو جس طرح آج ہم عیسائیوں کے سامنے حضرت مسیح کی اس تعلیم کو کہ اگر کوئی تمہاری ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسری بھی اس کے سامنے کر دو۔ پیش کر کے انہیں شرمندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کو عام کریں گے۔ تو قوم کے اخلاق بگاڑنے والے بنیں گے۔ اور پھر نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ جس طرح عیسائیوں کی اس تعلیم پر لوگ ہنستے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم پر بھی ہنسیں گے۔ پس ہر سخنے وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ حضرت مسیح کی اس تعلیم کو پیش کر کے جب لوگ کسی پادری پر ہنستے ہیں۔ تو اس سے اس پادری کی ہتک نہیں ہوتی بلکہ اس تعلیم کا مقصد نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت مسیح کی ہتک ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کو موقعہ پر چسپاں نہیں کریں گے۔ تو نہ صرف ہم پر ہنسی ہو گی۔ بلکہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ہنسی کریں گے۔

چونکہ میری طبیعت اچھی نہیں۔ اسلئے میں اپنے خطبہ کو اسی پر بس کرتا ہوں۔ اسکے بعض اور پہلو بھی ہیں۔ جو کسی اور وقت اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو بیان کروں گا۔ اور وہ بھی اخلاق ہی کے متعلق ہیں۔

ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

"آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں۔ اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں۔ اور ایسا نمونہ دکھلائیں۔ جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک سے نیک خلقی میں زیادت ثابت ہو۔"

مسیح موعودؑ اور اسلام میں نبوت

(گذشتہ سے آگے)

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ لفظ مجاز اور ذالک امر ظلی کو بھی مولوی محمد علی صاحب پر کھول دیا جائے۔ اس کے لئے میں حضرت اقدس کے الفاظ ہی میں مولوی صاحب پر اتمام حجت کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

(۱) "اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے۔ کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵)

(۲) "اس جگہ دونوں کلاموں میں فرق یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح نے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ نبی کو مجازی طور پر یعنی بروزی طور پر ایلیا نبی قرار دیا۔ مگر یوحنا نے حقیقی طور کو مد نظر رکھ کر ایلیا ہونے سے انکار کر دیا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳۱)

مولوی محمد علی صاحب مندرجہ بالا الفاظ کی روشنی میں اپنے اس قول کو جو انہوں نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ پر اس طرح درج کیا ہے۔ کہ:۔

"ہاں اس امر کی کہ احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی آیا ہے۔ یوں تشریح کی ہے۔ کہ وہ مجاز کے طور پر آیا ہے۔ نہ حقیقت کے طور پر۔ جس سے مراد محدث ہے"

پھر مولوی صاحب دوسری جگہ ظلی کے متعلق فرماتے ہیں۔

"پھر اس کو ظلی نبوت کہہ کر یہ بھی بتا دیا۔ کہ نبوت نہیں۔ اصلیت کا انکار مقصود ہوتا ہے۔ جیسے ظل اللہ کبھی اللہ کو نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ غیر اللہ کو کہیں گے جس میں کوئی الٰہی صفت جلوہ گر ہو۔ جیسے حدیث میں سلطان عادل کو ظل اللہ کہا ہے۔ اسی طرح نبوت کو ظلی نبوت نہیں کہیں گے۔ بلکہ ولایت کو نبوت ظلی کہا جائے گا جو نبوت نہیں"

لیکن اس کے مقابلہ میں سنئے۔ حضرت اقدس کیا فرماتے ہیں۔

"آثار اور اخبار میں تواتر سے یہ بات آچکی ہے۔ کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا وجود حقیقت عیسویہ اور ماہیت محمدیہ سے مرکب ہے۔ کوئی جز اس کا اور کوئی جز اسکا نہیں موجود ہے۔ اور محمدی نشانوں میں سے ایک ابلاغت تھی۔ جیساکہ قرآن شریف اس کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ پس مسیح موعودؑ کو ظلی طور پر وہ نشان عطا کئے گئے۔ تاکہ اس کی طبیعت اس کمال سے خالی نہ ہو کیونکہ محروم ہونا ظل کی شان سے بعید ہے۔ پس مسیح موعود نے اس پاک درخت سے تازہ و ترمیوہ پایا۔ اور نبوت کی ظلیت نے اسکو اپنے پانی میں ڈھانک لیا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نجم الہدیٰ صفحہ ۱۲ :

میں پوچھتا ہوں۔ اگر ظل سے مراد حقیقت سے انکار ہے تو پھر سمجھ نہیں آتی۔ ایسے لفظ بولنے کا کیا فائدہ ہے۔ کیوں محدث ہی نہ پکارا جاتا۔ تا دنیا میں بقول مولوی صاحب کوئی فتنہ نہ پڑتا۔

اب میں مولوی صاحب اور آپ کے ہم خیالوں کو یہ بتاتا ہوں۔ کہ خاتم النبیین کی حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے کیا تشریح فرمائی ہے۔ سو واضح ہو۔ حضرت اقدس نے سینکڑوں جگہ وہی معنی کئے ہیں۔ جو ہم کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف ایک دفعہ بھی نہیں کئے۔ سنئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کے متعلق ایک اصول باندھا ہے۔ جس سے ختم نبوت پر روشنی پڑتی ہے۔

" اعتراض۔ ایک شخص کی طرف سے یہ سوال پیش ہوا۔ کہ مرزا صاحب اپنی تصنیفات میں کہیں نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ اور کہیں جواز۔

جواب۔ " فرمایا۔ یہ اس کی غلطی ہے۔ ہم اگر نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔ تو ہم ہمیشہ وہ مفہوم لیتے ہیں۔ جو کہ ختم نبوت کا مخل نہیں ہے۔ اور جب اسکی نفی کرتے ہیں تو وہ معنی مراد ہوتے ہیں۔ جو ختم نبوت کے مخل ہیں " (البدر جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

اب یہ دیکھنا چاہئیے۔ کہ حضرت اقدس نے ختم نبوت کے کیا معنی کئے ہیں۔ آیا یہ کہ اس سے مراد ایسا نبی ہے جسکی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ یا بقول مولوی محمد علی صاحب نبیوں کے ختم کرنیوالا۔ سو مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ ہو۔

" خاتم النبیین کی آیات بتلا رہی ہے۔ کہ جسمانی نسل کا انقطاع ہے۔ نہ کہ روحانی نسل کا۔ اسلئے جس ذریعے وہ نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ اسی سے نبوت کا اثبات ثابت ہے۔ آنحضرتؐ کی چونکہ کمال عظمت خدا تعالیٰ کو منظور تھی اسلئے کہدیا۔ کہ آئندہ نبوت آپکی اتباع کی مہر سے ہوگی۔ اور اگر یہ معنی ہوں۔ کہ نبوت ختم ہے۔ تو اس سے خدا تعالیٰ کے فیضان سے بخل کی بو آتی ہے۔ ہاں یہ معنی ہیں۔ کہ ہر ایک قسم کا کمال آنحضرت صلعم پر ختم ہوا۔ اور پھر آئندہ آپکی مہر سے وہ کمال آپکی امت کو ملا کریں گے " (البدر جلد ۲ ۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

تو مولوی صاحب اس جگہ تو نبیوں کا ختم کرنیوالا یا آخری نبی نہیں لکھا بلکہ وہی مہر ہے جسکا آپکو ڈر ہے۔ اب فرمائیے آپکا یہ قول کہ اس سے مراد نبیوں کے ختم کرنیوالا یا آخری نبی ہیں۔ عند اللہ و عند المسیح الموعود و عند الناس مردود ہو گیا۔ لیکن ابھی یہ بس نہیں۔ میں ایک اور تیر آپ کے آگے پھینکتا ہوں۔ جو انشاء اللہ قیامت تک نہ ٹل سکیگا۔ ملاحظہ ہو :۔

فرمایا " اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی " (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

دیکھئے مولوی صاحب بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے کیا میں امید کروں۔ کہ مولوی صاحب آئندہ ایسی دلیری سے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف وہ عقائد منسوب نہیں کریں گے جو حضرت اقدس کے نہیں :

خاکسار عبد الحکیم احمدی۔ ہیڈ کوارٹر رائیل ائر فورس شملہ :

اشتہار

ڈاکٹروں کی موتیوں کا سرمہ بہت پسند ہے!

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتیوں کا سرمہ جو سرکار عالی سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم جلن پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ ڈھلکا۔ ناخونہ۔ رتوندہ۔ گوہانجنی۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ اسکا روزانہ استعمال بصارت کو تیز کرتا اور جملہ امراض چشم سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ محصولڈاک علاوہ۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی شہادت۔ جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب۔ ایس۔ اے۔ ایس ہنیزدہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ سے پچھلے دنوں ایک دوست کیلئے دو تولہ سرمہ منگوایا تھا۔ انہوں نے استعمال کیا۔ انکو دھند ناخونہ کی شکایت تھی۔ اب انکی حالت میں پہلے سے نمایاں فرق ہے۔ براہ کرم اب ایک تولہ اور موتی سرمہ رجسٹرڈ میرے ایک دوست کیلئے بذریعہ وی پی فی الفور بھیجدیں۔

مسلنے کا پتہ :

موجد اکسیر معدہ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور

رفو چکر ہو گئے!

رفو چکر ایک سفوف ہے۔ جو اپنی شہرت اور سچائی کی وجہ سے گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹرڈ کرایا ہوا ہے۔ اس کو تین چار بار لیپ کی طرح لگانے سے نازک سے نازک اور نرم سے نرم جگہ کے بال عمر بھر کے لئے اڑ جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس کے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف اور جلن نہیں ہوتی۔ بلکہ جلد ریشم کی مانند نکل آتی ہے۔ موجد کے پاس ہزاروں سرٹیفکیٹ ہیں۔ قیمت عہ محصولڈاک ذمہ خریدار۔ نوٹ :۔ بال پہلے یا پیچھے اکھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ صرف رفو چکر کو لیپ کر دیجئے۔ بال صاف ہو جائیں گے۔ غلط ہو تو دام واپس۔ واپسی قیمت کا اقرارنامہ ہر پارسل کے ہمراہ روانہ ہوگا۔

المشتہر :۔ منیجر ارشد ہال سرسوتی بھنڈار قصور :

محافظ حمل حب اٹھرا

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ ان گھروں کے چراغ ہیں جو اٹھرا کی رنج و غم میں مبتلا تھے۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی راحت ہوتا ہے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً چھ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔ سستا ہے۔

المشتہر :— عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ قیمت سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ ۱۶ ر

(منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب)

مطبوعات جدیدہ

صبغۃ اللہ ۶ ر
تقریروں کا مجموعہ ۶ ر
تقریر اور خط ۳ ر
لیکچر لاہور ۲ ر
تفسیر سورہ جمعہ ۳ ر

سیرت مسیح موعودؑ ۳ ر
فلسفو فلاسفر ۲ ر
اسلامی نماز ۱ ر
مینوگ شاعر ۱ ر
محبت الٰہی ۶ ر

صداقت اسلام ۱ ر
لائف اور مشن ۲ ر
اسلام کی برکات ۲ ر
پچپن سوالات ۱ ر
گوشت خوری ۱ ر

(پرانی دوکان) محمد یامین تاجر کتب قادیان پنجاب

ضرورت ہے

ہمیں ایسے تجربہ کار ٹیلر ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو کہ سینے اور کاٹنے کا کام کر سکتا ہو۔ اور انگریزوں کو کپڑا پہنانا اور اسکی نوک پلک ٹھیک کرنے میں بھی کامل مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی۔ صرف تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہے۔ علاوہ اسکے تین چار آدمی جو کہ انگریزی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ شرادھی لال کے ہاں دو تین دن ہوئے رات کو چوری ہوگئی۔ چور ۲ ہزار کے قریب زیور و نقدی لوٹ کر لے گئے۔ ابھی تک چوروں کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ پولیس تحقیقات میں مصروف ہے ؛

—— سنٹرل جیل علی پور کے سیاسی قیدی ستوش کمار مترا بی۔ اے کو جو ضابطہ نمبر ۳ کا مجرم ہے۔ کلکتہ یونیورسٹی کی سینیٹ نے یہ اجازت دیدی ہے۔ کہ وہ ایم۔ اے (فلاسفی) کے آئندہ امتحان میں بحیثیت پرائیویٹ طالب علم کے شامل ہو سکتا ہے۔

—— فوجی اخبار شملہ کو ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ضلع کوہاٹ میں ایک کمہار ہے جس کی عمر ۱۴۲ سال ہے۔ اس کا قد ایک اوسط درجہ کا ہے۔ سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل سفید ہیں۔ دانت خراب ہوگئے ہیں۔ اور سوئی کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ وہ دبلا ہوا گوشت اور سادہ کھانا ہضم کر سکتا ہے میلوں پیدل چل سکتا ہے۔ اور کسی چھڑی یا لاٹھی کے بغیر چلتا ہے۔ وہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔ اور آسانی سے وہ آواز سن سکتا ہے جو دھیمی نہ ہو ؛

—— بقرعید کے روز ہمناباد میں جو گلبرگہ سے چالیس میل فاصلہ پر ہے۔ بلوہ ہوگیا بعض مسلمانوں نے تھانہ پر حملہ کرکے سب انسپکٹر اور کانسٹبلوں کو لاٹھیوں سے مارا۔ یہ بھی افواہ ہے۔ کہ حملہ آوروں نے تھانے کو جلا دیا ؛

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مجلس اقوام میں ہندوستان کی طرف سے حسب ذیل اشخاص نمائندگی کریں گے۔

وائیکاؤنٹ ولنگٹن۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ سر اتول چٹرجی ؛

—— شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا ایک طویل اجلاس بمقام گوردوارہ بند کمرہ میں ہوا۔ سرگرم بحث مباحثہ کے بعد کمیٹی نے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ "اس امر کو فراموش نہ کرتے ہوئے کہ تحریک گوردوارہ کے متعلق ہز ایکسیلینسی سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب کا رویہ ہمدردانہ ہے۔ یہ کمیٹی اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ اسیران تحریک گوردوارہ کی رہائی کے متعلق جو قیود و شرائط رکھی گئی ہیں۔ وہ قطعی غیر ہمدردانہ نامنصفانہ اور ذلیل کن ہیں۔ ان حالات میں کمیٹی اس طرز عمل کو نامناسب خیال کرتی ہے۔ اور اس کی مذمت کرتی ہے ؛

—— انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن نے ہیڈ ماسٹروں کو لکھا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ پرائمری سکولوں میں مذہبی تعلیم کیلئے پنڈتوں اور مولویوں سے کام نہ لے ؛

—— رائے صاحب جگناداس نے بندے ماترم کے خلاف ۵۱۰۰ ہرجانہ کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ اور مدعی کو ایک سو روپیہ کی ڈگری مع نصف خرچ مقدمہ کے دے دی گئی ہے ؛

—— پونا ۱۵ جولائی۔ اینڈ ہاٹی ندی پر ٹاٹا کمپنی کا تعمیر کردہ بند کل شام دریا برد ہوگیا ہے۔ عورتوں بچوں اور حیوانات کی تعداد کثیر طوفان کی نذر ہوگئی ؛

—— کلکتہ ۱۵ جولائی۔ کلکتہ کے میئر کے انتخاب سے پیشتر جیسی حالت تھی۔ اس کی بناء پر مسٹر جے۔ ایم سین گپتا جو بنگال سوراج پارٹی کے موجودہ لیڈر ہیں۔ اس جگہ پر منتخب کر لئے گئے۔ جو مسٹر سی آر۔ داس کے انتقال سے خالی ہوگئی تھی ؛

—— پٹنہ میں یہ خیال عام ہے۔ کہ سر علی امام گوالیار سٹیٹ کے مختار السلطنت مقرر ہونگے ؛

—— اخبار سیاست نے ہائی کورٹ لاہور کے جج جسٹس مرزا ظفر علی صاحب کے ایک فیصلہ پر مضمون لکھتے ہوئے "انصاف کشی یا بے انصافی" اور "ایک خوشامدی جج کا فیصلہ" کے عنوان قائم کئے۔ جس پر ہتک عدالت کا مقدمہ دائر ہو گیا۔ سید حبیب صاحب ایڈیٹر نے نہایت ذلت آمیز طریق سے معافی طلب کی۔ مگر منظور نہ ہوئی۔ عدالت نے ایک ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ؛

—— شملہ ۶ جولائی۔ وائسرائے مع لیڈی ارون اور اپنے اسٹاف کے ۱۸ جولائی کو شملہ سے روانہ ہوں گے۔ اور جے پور کوٹہ وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے ۲۷ جولائی کو شملہ واپس آئیں گے ؛

—— امرتسر ۳ جولائی۔ اگرچہ مقدمہ قتل باوا کے ملزمان کو مجرم قرار دیکر عدالت نے سزائیں بھی دیدی ہیں۔ مگر بایں ہمہ متعلقہ معاملہ میں ابھی تک تحقیقات ختم نہیں ہوئی ہے۔ اور پولیس امرتسر میں مصروف تحقیقات ہے ؛

ممالک غیر کی خبریں

—— سردار عظیم اللہ خان صاحب وزیر مختار افغانی مقیم روما نے اٹلی کے الٹی میٹم کے جواب میں یادداشت ذیل وزارت خارجہ اطالیہ کے حوالہ کی۔

وزارت خارجہ اطالیہ نے پیرنو قاتل کے کیفر کردار کو پہنچائے جانے کے بارہ میں جو شکایت تحریر حکومت کابل کو بھیجی ہے۔ وہ حالات سے ناواقفیت پر مبنی معلوم ہوتی ہے۔ اس پیرنو نے افغانستان کے ایک پولیس کے سپاہی کو اپنے فرائض منصبی انجام دہی کے دوران میں عمداً قتل کر دیا تھا۔ اور ہم نے اپنے قانون کے مطابق اسے حوالہ دار و رسن کر دیا جس سے سفیر اطالیہ مقیم کابل کو آگاہ بھی کر دیا گیا تھا۔ کس دلیل کی بناء پر وزارت خارجہ نے ایک ایسے شخص کی حمایت میں جو مرتکب قتل عمد ہو کر ہمارے قوانین ملکی کے مطابق کیفر کردار کو پہنچا دونوں دولتوں کے دوستانہ تعلقات کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اور اپنی تحریر میں ایسا لب و لہجہ اختیار کیا۔ جو کسی طرح مناسب نہ تھا۔

اگر کسی مسئلہ کی مزید تفصیل مطلوب ہو۔ تو کابل سے ڈاک کے پہنچتے ہی آپ کو اس سے آگاہ کر دیا جائیگا۔

ایسی حالت میں وزارت خارجہ دولت اطالیہ کے مطالبات غیر حق بجانب اور ناقابل قبول ہیں۔ قاتل مذکور کے پھانسی پر لٹکائے جانے کو وزارت موصوف نے وحشیانہ ناشائستہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ ہمیں بتایا جائے۔ کہ ان الفاظ کے استعمال میں وہ کہاں تک حق بجانب ہے۔ اور کس دلیل اور نقطہ نظر سے وہ اپنے درشت لب و لہجہ کو جائز قرار دے سکتی ہے۔ (امان افغان)

ان لوگوں کو جو حکومت کابل کو اٹلی کے مقابلہ میں قاہرانہ طرز عمل اختیار کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ یہ جواب پڑھکر یقیناً مایوسی ہوئی ہے۔ اور ان کی بد دلی اس سے ظاہر ہے۔ کہ زمیندار اور دوسرے مسلمان اخبارات نے اس جواب کو شائع کرتے ہوئے ایک لفظ بھی اس بارے میں نہیں لکھا۔ اور نہ پر شان و شوکت سرخیاں قائم کی ہیں ؛

—— لنڈن ۱۴ جولائی۔ جرمنی کے جن علاقوں پر اتحادیوں نے جنگ کے بعد قبضہ کیا تھا ان میں سے روہر بھی تھا۔ جرمنی اسکے انخلاء کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اور اتحادی ٹال رہے تھے۔ آخر اتحادیوں نے اس علاقہ کو خالی کرنا شروع کر دیا۔

—— ہمعصر خلافت کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے۔ کہ جب شریف حسین ملک الحجاز معزول کا جہاز سوئز پہنچا۔ تو سربرآوردہ مصری بھی ملنے گئے۔ جن میں ایک صاحب سکندر پاشا کے ہمراز بھی تھے۔ ان سے شریف نے اشکبار ہو کر کہا۔ کہ میری سب سے بڑی خطا یہ تھی۔ کہ میں خلافت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مجھکو اس بارے میں سخت دھوکا دیا گیا۔ میرے گرد جو لوگ تھے۔ اور بعض وہ قومیں جنکا ذکر اس وقت بھی مناسب نہیں۔ مجھکو دھوکا دے رہے تھے۔ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے اور مجھے فریب دیکر حالات کا اندازہ غلط کیا ؛

—— لنڈن ۱۶ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ ٹوکیو لکھتا ہے